تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7منٹ

تقریر

الکوثر، خیر کثیر کے معانی

(حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ؕ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالۡاَبۡتَرُ (سورۃ الکوثر)

کہ (اے نبی) یقیناً ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے۔ سو تُو (اس کے شکریہ میں) اپنے رب کی (کثرت سے) عبادت کر اور اسی کی خاطر قربانیاں کر۔ (اور) یقین رکھ تیرا مخالف ہی نرینہ اولاد سے محروم (ثابت) ہوگا۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

معزز سامعین! مجھے آج اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ کی تشریح و تفسیر فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ کی روشنی میں "الکوثر" کے معانی و تفسیر بیان کرنے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"اب مَیں بتاتا ہوں کہ کوثر میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں۔ اُوپر کی تشریح کے مطابق وہ تمام امور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ سب کے سب کوثر کا حصہ ہیں اور اس لفظ میں یہ دعویٰ ہے کہ وہ تمام کمالات جو نبوت کا حصہ ہیں یا نبوت سے اُن کا گہرا تعلق ہے اُن سب میں آپ کو کوثر ملی ہے۔ اگر کوئی ایک امر مراد ہوتا تو یہ کوئی انعام نہیں تھا۔ کیونکہ کسی بات میں کسی کا اور کسی بات میں کسی کا بڑھ جانا تو ایک طبعی امر ہے یہ کوثر نہیں کہلاتا۔ اس طرح تو ہر نبی کو کسی ایک بات میں دوسرے کے مقابلہ میں فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اِس میں آپ کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی۔ پس اگر یہاں صرف یہی مراد ہوتا کہ ہم تجھے کسی ایک بات میں فضیلت دے دیں گے تو یہ کوئی خاص بات نہ ہوتی۔ ایک گاؤں میں پچاس ساٹھ آدمی اکٹھے رہتے ہیں تو اِن میں سے کئی ایک کو دوسروں پر کسی نہ کسی رنگ میں فضیلت حاصل ہوگی۔ مثلاً اگر وہاں پانچ دس زمیندار ہیں تو اُن میں سے کسی نہ کسی کی زمین دوسروں سے زیادہ ہوگی اور یہ ایک فضیلت ہے جو اسے دوسرے زمینداروں پر حاصل ہوگی۔ یا پھر گاؤں میں معمار ہوتا ہے اُسے سب زمینداروں پر یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ وہ معماری جانتا ہے اور زمیندار معماری نہیں جانتا۔ پھر نجّار کو معمار اور زمیندار دونوں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نجّاری جانتا ہے معمار اور زمیندار نجّاری نہیں جانتے۔ لوہار کو ان تینوں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے اُسے لوہار کا کام آتا ہے اِن تینوں کو آہنگری نہیں آتی۔ پھر کوئی سقّہ ہوتا ہے اُسے سقّے کا کام آتا ہے جو دوسروں کو نہیں آتا۔ دھوبی کو اُس پر فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ کیونکہ وہ دھوبی کا کام جانتا ہے اور سقّہ یہ کام نہیں جانتا۔ اسی طرح عطّار ہے اُسے جو فضیلت حاصل ہے وہ معمار کو حاصل نہیں نہ بڑھئی، لوہار، سقّے اور دھوبی کو حاصل ہے۔ غرض قریباً ہر انسان دوسرے پر کسی نہ کسی رنگ میں فضیلت رکھتا ہے۔ کوئی موٹا ہوتا ہے۔ کوئی دُبلا ہوتا ہے۔ کوئی چھوٹے قد کا ہوتا ہے اور کوئی لمبے قد کا ہوتا ہے۔ کوئی عالم ہوتا ہے اور کوئی جاہل ہوتا ہے۔ غرض اُس میں کوئی نہ کوئی ایسی خوبی پائی جاتی ہے جو دوسرے میں نہیں پائی جاتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کسی ایک بات میں بھی فضیلت کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ مگر ایسا انعام نہیں جو اُسے تمام لوگوں پر فوقیت دے دے اور چونکہ اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس فوقیت کا ذکر ہے جو آپؐ کو تمام انبیاء پر حاصل ہے لیکن چونکہ اس بات کا معیّن ذکر یہاں نہیں کیا گیا اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہاں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تمام کمالات

نبوت میں آپ کو کوثر عطا ہوا ہے اور کوئی نبی کسی کمالِ نبوت میں بھی آپ کا ہم پایہ اور ہم رُتبہ نہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

کوثر کے معنے جیسا کہ بتایا جاچکا ہے اَلْخَیْرُ الْکَثِیْرِ کے ہیں اور اَلْخَیْر کا لفظ اسم تفضیل یعنی سب سے زیادہ کے معنوں پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس میں دنیوی امور کا ذکر نہیں۔ کیونکہ دنیوی امور کا کوئی ریکارڈ دنیا میں نہیں جسے دیکھ کر فیصلہ کیا جاسکے کہ فلاں بڑا ہے یا فلاں۔ یہ ریکارڈ صرف روحانی اور آسمانی انعامات کا ہی ہے۔ پس جب مقابلہ کا ذکر ہے تو اس جگہ وہی اشیاء مراد ہیں جن کا مقابلہ کیا جانا ممکن ہے اور وہ امور نبوت اور امور مذہبیہ ہی ہیں۔

اِسی طرح اَلْخَیْر کے معنے ہوتے ہیں وِجْدَانُ الشَّیْءِ بِجَمِیْعِ کَمَالَاتِہِ اللَّائِقَةِ۔ کسی چیز کا مع اُن تمام کمالات کے ملنا جو اُس میں پائے جاتے ہوں اور جن کی وجہ سے اُس کا کوئی نام رکھا گیا ہو۔ گویا خیر ایسی خوبی یا بھلائی کو کہتے ہیں جس میں وہ تمام کمالات پائے جاتے ہوں جن کی وجہ سے اس خوبی کو خوبی کہا جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہیں ہمیں خربوزہ خیر ملا تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ جو جو خوبیاں ایک خربوزہ میں پائی جانی چاہئیں وہ ساری ساری اُس میں موجود ہیں اور جب یہ لفظ نبوت کے لئے استعمال ہوگا تو اس کا یہ مفہوم ہوگا کہ جو جو کمالات اصطلاح نبوت میں شامل ہیں وہ سارے کے سارے اپنی پوری شان کے ساتھ آپ کے اندر پائے جائیں گے۔ وَقِیْلَ حُصُوْلُ الشَّیْءِ بِمَا مِنْ شَانِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ حَاصِلًا لَّہٗ۔ یعنی بعض ائمہ لُغت یہ کہتے ہیں کہ خَیْر کے معنے ہیں کسی چیز کا اس طرح ملنا کہ اُس کا ذاتی جوہر تمام و کمال اس میں پایا جائے۔ گویا اس لفظ میں وسعت اور عظمت دونوں قسم کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ پس جب نبوت کے لئے یہ لفظ بولا جائے گا تو اس کے یہ معنے ہوں گے وہ تمام کمالات جو نبوت میں پائے جانے چاہئیں وہ (1) سارے کے سارے (2) اور اپنی پوری شان کے ساتھ آپ کے اندر پائے جائیں گے اور وہ تمام نقائص جن کی نبوت نفی کرتی ہے وہ آپ میں ہرگز نہ ملیں گے اور چونکہ لفظ کوثر کے معنوں میں خیر اور کثیر دو معنے پائے جاتے ہیں اِس لئے کوثر کے معنے یہ ہوں گے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اپنے تمام کمالات کے ساتھ ملی اور ہر ہر کمال بہت بہت ملا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یُوں کہیں گے کہ جو نبوت آپ کو ملی وہ کیفیت کے لحاظ سے بھی اعلیٰ تھی اور کمیّت کے لحاظ سے بھی اعلیٰ تھی۔ گویا جو جو کمالاتِ نبوت آپ کو عطا ہوئے وہ دوسرے نبیوں کے کمالات سے اعلیٰ تھے اور پھر وہ تعداد میں بھی دوسرے نبیوں سے زیادہ تھے۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 248-250)

سامعین! اِس کے بعد آپؓ نے جو موازنہ حضرت محمدؐ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان فرمایا۔ اُس کو خلاصۃً مَیں آپ حاضرین کے سامنے رکھتا ہوں۔ سورۃ الکوثر دعویٰ نبوت کے آغاز پر ہی نازل ہوگئی تھی اور صحابہؓ آپؐ کو پہلے ہی خاتم النبیین سمجھتے تھے۔ پس الکوثر کے پہلے معنی یہ ہیں کہ نبوت کے کمالات کا اعلیٰ صورت میں ملنا اور بہت ملنا۔ اس مضمون کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔ انبیاء کے ساتھ آپؐ کے موازنہ کے لئے دنیوی امور نہیں بلکہ دینی اور ایمانی امور میں موازنہ درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے حضرت موسیٰ سے موازنے کو یوں بیان فرمایا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۵ۙ شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16)۔ کہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا۔

اب یہ ظاہر بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو کمالاتِ نبوت عطا ہوئے۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس سے زیادہ کمالات عطا ہوئے ہیں تو لازماً حضورؐ کو کوثر کا ملنا بھی ثابت ہے کیونکہ

1۔ حضرت موسیٰؑ کو ظاہری علوم بھی حاصل تھے جو کلام الٰہی پھیلانے اور لوگوں کو روحانی علوم سکھلانے میں ممد ثابت ہوئے۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پڑھے لکھے نہ تھے مگر آپؐ نے حضرت موسیٰؑ سے زیادہ کامیابی حاصل کی۔ یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے جو رسولِ کریمؐ کو حضرت موسیٰؑ پر حاصل ہے۔

2۔ حضرت موسیٰؑ متمدّن قوم کی طرف مبعوث ہوئے جن کو دینی علوم سکھانا آسان ہوتا ہے۔ اُن میں نظام کو قائم کرنا اور اُن کے اندر جماعتی روح پیدا کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر متمدّن قوم کی طرف مبعوث ہوئے جو ظاہری علوم سے بالکل ناآشنا تھی۔ اِس کی تصدیق ایک واقعہ سے ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے دَور میں کسریٰ نے بعض مسلمانوں کو دھوکے سے اپنے پاس بلوایا اور کسریٰ نے مسلمانوں کو کہا کہ تم لوگ وحشی اور مُردار خور ہو اور گوہیں کھاتے ہو تمہارا بادشاہتوں سے کیا تعلق ؟۔ مَیں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک دو دو اشرفیاں دیتا ہوں تم آرام سے گھروں میں بیٹھو اور کھاؤ۔ اس پر مسلمانوں کے وفد کے سردار نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹھیک ہے! جیسا آپ کہہ رہے ہیں ہم ویسے ہی تھے ہمارے اندر یہ سارے نقائص تھے لیکن ہماری طرف اللہ کے رسول کی آمد سے ہم اب تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب ہم اس لالچ میں آنے والے نہیں۔ چونکہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ چھڑ چکی ہے۔ اس لیے اب فیصلہ میدانِ جنگ میں ہوگا۔

اس پر بادشاہ نے اپنے ایک غلام کے ذریعہ مٹی کا بورا اس سردار کے کندھوں پر لاد دیا کہ تمہیں اشرفیاں نہیں چاہییں تو یہ مٹی لے لو۔ جسے مسمان سردار خوشی میں یہ کہتے ہوئے واپس لوٹا کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھوں سے ایران کی مٹی ہمارے سپرد کر دی ہے۔ اِن حالات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس وحشی قوم کو دینی و اسلامی تعلیم سے مہذّب بنایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ کامیاب ہوئے۔

3۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی نبوت کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَہۡلِیۡ کی درخواست کی اور آپؑ کو حضرت ہارونؑ بطور معاون کے عطا کئے گئے۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پڑھنے کو کہا گیا تو آپؐ نے مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ کہہ کر کہا کہ مَیں تو پڑھا لکھا نہیں مگر آپؐ نے فرشتوں کے اصرار پر پڑھا اور اکیلے ہی اِس مشن کو لے کر آگے بڑھے۔

4۔ دونوں انبیاء کو کتاب ملی۔ حضرت موسیٰؑ کو ملنے والی کتاب باوجود متواتر نبی آنے کے محفوظ نہ رہ سکی جبکہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب قرآن کریم 14 صدیاں گزرنے کے باوجود محفوظ ہے۔ اس کا کوئی شوشہ تک نہیں بدلا۔

5۔ حضرت موسیٰؑ جب اپنے ملک سے نکلے تو فرعون نے آپ کا تعاقب کیا تو آپؑ کی قوم گھبرا گئی اور کہا کہ اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے اس پر حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ (الشعراء:63) اس پر خدا نے انہیں محفوظ رکھا اور فرعون کو غرق کیا گو اُس نے آخری وقت ایمان لانے کی خواہش کا اظہار کیا مگر وہ خواہش مانی نہ گئی وہ ہلاک ہوا اور اُس کی نعش کو رہتی دنیا تک عبرت کی خاطر محفوظ کر لیا۔ اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مکّہ سے نکل کر غارِ ثور میں پناہ لی۔ دشمن تجربہ کار کھوجی کے ساتھ وہاں پہنچے۔ کھوجی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس کے اندر ہیں یا آسمان پر چلے گئے ہیں۔ حضورؐ نے اپنے ساتھی سے کہا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبۃ:40) کہ گھبراؤ مت! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت موسیٰؑ جزر کے وقت سمندر سے گزر گئے مگر حضرت محمدؐ کو گرفتار کرنے کے لئے 100 اونٹوں کا لالچ دیا گیا۔ ایک شخص آپؐ کے قریب پہنچ بھی گیا مگر گھوڑے کے زمین میں دھنسنے سے پکڑ نہ سکا اور ایک کاغذ پر یہ پیشگوئی لکھوا کر واپس ہوا کہ جب اسلام کا غلبہ ہو گا تو میرے ساتھ آج کے فعل کی وجہ سے حسن سلوک کریں گے اور وہ زندہ رہا اُس نے اسلام کے غلبہ کو دیکھا جبکہ فرعون غرق ہو کر تباہ و برباد ہوا۔ یہ ایک فضیلت ہے حضرت محمدؐ کی حضرت موسیٰؑ پر۔

6۔ حضرت موسیٰؑ کے دشمن تباہ ہونے اور آپؑ کے بچ جانے کے بعد آپؑ کو اپنی زمین دوبارہ نصیب نہیں ہوئی جبکہ حضرت محمدؐ بڑی شان کے ساتھ اپنی جائے پیدائش میں داخل ہو کر قابض ہوئے۔

7۔ جب کنعان کو فتح کرنے کے لئے حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو لڑائی کے لئے بلایا تو انہوں نے کہا اِذۡہَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ (المائدہ:25) کہ اے موسیٰ! تم اور تمہارا رب دونوں دشمن سے لڑتے رہو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے لئے صحابہ کو بلایا تو قریش تو بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو پیش کر ہی رہے تھے۔ جب انصار بھائیوں کی باری آئی تو وہ کہہ اُٹھے کہ یا رسول اللہ! یہ سامنے سمندر ہے آپؐ اگر اس میں کود جانے کا حکم دیتے ہیں تو ہم جانے کو تیار ہیں۔ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی، آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک ہماری نعشوں کو نہ روندھ لے اور ہم ہرگز موسیٰ کے حواریوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ اِذۡہَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ (المائدہ:25)۔ یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے اور خیر کثیر ہے جو صحابہ کی صورت میں آپؐ کو ملا۔

8۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب آپ کی قوم نے کہا اِذۡہَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ (المائدہ:25) تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تیری قوم نے بہت بڑی گستاخی کی ہے اس گستاخی کی وجہ ہم اُسے فتح سے محروم کرتے ہیں جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔ جاؤ! اب چالیس سال تک جنگلوں میں آوارہ پھرو اور اپنے گناہوں کی معافیاں مانگو۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکنے کے بعد کنعان ملا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو آپ کی وفات کے بارہ سال کے عرصہ میں ہی ساری متمدّن دنیا پر حکومت مل گئی۔ یہ بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حاصل ہے۔

9۔ ایک اور امتیازی خصوصیت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں یہ حاصل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مگر آپؐ کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ موسوی سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک ممتد رہا۔ بلکہ اس کے بعد محمد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک بھی پہنچا۔ مگر صرف نام کے طور پر ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی لوگ یہ کہنے لگ گئے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ بلکہ اُنہوں نے آپ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دینا شروع کر دیا تھا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا اور قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔

10۔ حضرت موسیٰؑ کے آخری خلیفہ حضرت مسیح ناصری کو اُن کے حواری حضرت موسیٰ پر فضیلت دینے لگے اور کہا کہ مسیح ناصری خدا کا بیٹا ہے مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے نہایت ادب سے کہا کہ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔

11۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے نبی آئے وہ مستقل نبی تھے۔ گو وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے مگر نبوت کا مقام انہوں نے براہ راست حاصل کیا تھا۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توسط کے بغیر اُنہیں یہ مقام ملا تھا۔ موسوی تعلیم ایسی نہ تھی کہ وہ کسی کو نبوت کے مقام تک پہنچا سکتی۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپؐ کے اتباع خواہ نبی ہوں آپؐ کے فیض سے نبی بننے والے ہیں اور اُنہیں جو کچھ ملے گا فیضِ محمدی سے ہی ملے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع تو تھے مگر نبوت کے مقام پر وُہ براہ راست پہنچے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں یہ خوبی نہ تھی کہ وہ کسی کو نبوت کے مقام تک پہنچا سکے لیکن قرآن مجید میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے انسان نبوت کے مقام پر بھی پہنچ سکتا ہے مگر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور قرآن کریم کا خادم ہی رہتا ہے۔

12۔ حضرت موسیٰؑ کو عصا ملا جو کبھی سانپ بن جاتا جو نقصان دہ چیز ہے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شمشیر قرآن ملی جو رحمت ہی رحمت بنی رہی اور حکم ہوا۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان:53)

13۔ حضرت موسیٰؑ کو ید بیضاء کا معجزہ ملا۔ صرف ہاتھ سفید ہوتا تھا جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہا گیا کہ آپؐ کا سارا جسم روشن اور منور رہا۔

14۔ حضرت موسیٰؑ صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم كَآفَّةً لِّلنَّاسِ تھے۔

15۔ حضرت موسیٰؑ کے صرف پلوٹھے ہی مرتے رہے جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معجزہ ملا۔ آپؐ کی قوم کے پلوٹھے ہی نہیں مرے بلکہ اُن سرداروں کی تمام اولادیں مر کر پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مل کر زندہ ہو گئیں۔ جیسے ولید کے بیٹے خالد، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ۔ عاص بن وائل کے بیٹے عمرو بن عاص، ابوسفیان کا بیٹا معاویہ وغیرہ۔ انہوں نے اسلام کو زندہ رکھ کر اپنے ناموں کو زندہ کر دیا۔

16۔ پھر قحط کا نشان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں پر ایک سال قحط آیا۔ ٹڈی آئی اور فصلوں کو کھا گئی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم پر سات سال کا قحط پڑا۔ آخر انہوں نے آپؐ سے دعائیں کروائیں تب اس عذاب سے اُنہیں نجات حاصل ہوئی۔

17۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی دیکھی مگر جیسا کہ قرآن کریم اور تورات دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُسے برداشت نہ کر سکے اور بے ہوش ہو کر گر گئے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (النجم:10) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تڑپ پیدا ہوئی اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف اُس کی ملاقات کے لئے صعود شروع کیا اِدھر خدا تعالیٰ کے دل میں آپ کی وہ محبت موجزن تھی کہ وہ خود نیچے اُتر آیا تاکہ ملاقات میں دیر نہ ہو پھر وہ دونوں مل کر ویسے ہی نہیں آ گئے بلکہ فرمایا۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔

18۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف کتاب ملی۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب کے علاوہ کلام اللہ بھی دیا گیا اور ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ کتاب کے معنے حکم کے ہوتے ہیں اور اُسے دوسرے الفاظ میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کلامُ اللہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ گویا کتاب کے مفہوم میں الفاظ کی شرط نہیں مگر کلامُ اللہ میں الفاظ کی شرط ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”غرض موسیٰ علیہ السلام کو کتاب ملی جس کے معنے حکم ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احکام دئے جن میں سے آپ کو کچھ احکام تو لفظاً لفظاً یاد رہ گئے اور باقی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا اور وہ تورات میں درج ہو گئے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام اللہ دیا گیا جس کے الفاظ اوّل سے آخر تک وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں۔ گویا سورۃ فاتحہ کی 'ب' سے لیکر سورۃ النّاس کی 'س' تک نہ کوئی لفظ ایسا ہے اور نہ کوئی زیر اور زبر جسے رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے شامل کر دیا ہو۔ بلکہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتنی بڑی فضیلت ہے کوئی عیسائی یا یہودی تورات کے متعلق قسم نہیں کھا سکتا کہ یہ وہی کتاب ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ کوئی عیسائی یا یہودی بھلا یہ قسم کھا کر کہہ تو دے کہ میرے بیوی بچوں کو خدا تعالیٰ تباہ کرے اور اگلے جہان میں بھی اُن پر لعنت ہو اگر تورات کے الفاظ وہی نہ ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُترے تھے۔ کوئی عیسائی یا یہودی ایسی قسم نہیں کھا سکتا۔ لیکن ہم قرآن کریم کے متعلق یہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں آج بھی آئندہ بھی۔ کہ اگر یہ وہی الفاظ نہ ہوں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے تو ہمارے بیوی بچوں کو خدا تعالیٰ تباہ کرے اور اگلے جہان میں بھی اُن پر لعنت ہو۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ پر حاصل ہوئی۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن خصوصیات و برکات سے وافر حصّہ عطا کرتا چلا جائے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)